بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

لکھنؤ کا اخبار سرفراز ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ لیکن بجنور کے مشہور قومی اخبار مدینہ نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۳ مئی میں اس اخبار کے جو چند اقتباسات نقل کئے ہیں اگر وہ صحیح ہیں اور نقل مطابق اصل ہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ تقریر و تحریر کی اس آزادی کو کیا کہیں جس سے کام لیکر ایک شخص شرافت و انسانیت کے تمام مقتضیات و واجبات کو پس پشت ڈالکر اپنے قلم کی ایک جنبش سے کروروں انسانوں کے دلوں کو غم و غصہ کے انگاروں پر لوٹا سکتا ہے گرچہ نقل کفر کفر نہیں ہوتا لیکن ان اقتباسات میں خلفاء راشدینؓ حضرت خالد بن ولیدؓ اور بعض اور صحابہ کرامؓ کی شان میں جو گستاخی کی گئی ہے اور جس غیر مہذب انداز میں خلافت راشدہ و اسلامیہ کا مذاق اڑایا گیا ہے وہ اس درجہ دل آزار اور ناشائستہ ہے کہ نقل کرنا تو کجا کوئی مسلمان ان کو صبر و سکون اور تحمل و ضبط کے ساتھ پڑھ اور سن بھی نہیں سکتا۔

خلفاء راشدین کو کون نہیں جانتا کہ اسلام کو جو شوکت و سطوت حاصل ہوئی اور جس نے اسلام کو دنیا کی عظیم الشان طاقت بنا دیا وہ سب انھیں مقدس حضرات کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کا زمانہ خلافت نہایت مختصر ہے تاہم اس قلیل فرصت میں بھی آپ نے مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے انتہائی خطرناک فتنہ کا استیصال کر کے اپنی جس بیدار مغزی اور روشن دماغی کا ثبوت دیا۔ اسلام کو ہمیشہ اس پر ناز رہیگا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی رہنمائی میں جس ہاتھ نے اس کو سرانجام دیا وہ خالد بن ولید کا ہی ہاتھ تھا جس کو لسان نبوت نے "اللہ کی تلوار" کے خطاب سے نوازا تھا۔ کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ وہ بزرگ جن کے ہاتوں اسلام کی بنیادیں مضبوط ہوئیں اور جن کے کارنامے ہمیشہ تاریخ اسلام کا روشن باب سمجھے گئے ہیں آج انھیں

کارناموں کو ایک مسلمان سب سے بڑا ظلم وستم قرار دیتا ہے اور جن بزرگوں نے اپنا سب کچھ قربان کرکے ان کارناموں کو انجام دیا وہ اس کی نظر میں صدرجہ مبغوض ہیں کسی عربی شاعر نے واقعی ٹھیک کہا ہے۔

وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ   کما ان عین السخط تبدی المساویا

اور دوستی کی آنکھ تمام عیبوں سے بند ہوتی ہے جس طرح کہ ناراضگی کی آنکھ برائیوں کو ظاہر کرتی ہے۔

اے کاش کوئی ان سے کہے کہ آج تم لوگ جن مقدس ہستیوں کی محبت میں یہ سب کچھ کہہ رہے ہو اگر تم واقعی ان سے دلی عقیدت وارادت رکھتے ہو اور تمہارا رواں رواں ان کی محبت کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے تو پھر کچھ اور کہنے سننے کی ضرورت نہیں، مستند تاریخی معلومات کی روشنی میں صرف اس بات کی تحقیق کرلو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ ان کی آل اولاد اور دوسرے متعلقین حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ اور حضرت عثمانؓ و خالدؓ کی نسبت کیا خیال رکھتے تھے اور ان کے ساتھ کس درجہ احترام ووقعت کا معاملہ کرتے تھے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انبیاء کرام کے علاوہ دنیا کا کوئی انسان بھی خواہ کیسا ہی مقدس اور پارسا ہو معصوم نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص دیانت داری اور ایمانداری سے کسی کے کسی ایک جزئی فعل پر تنقید کرنی چاہتا ہے تو اُسے اس کا حق حاصل ہونا چاہئے لیکن دیانت کا مقتضا یہ ہے کہ جس شخص پر تنقید کی جائے اس کے تمام محاسن ومعائب کو پیشِ نظر رکھا جائے اور اگر محاسن زیادہ ہوں اور نقائص کم تو قرآن مجید کے حکم ان الحسنات یذھبن السیئات کے مطابق نقائص کو نظر انداز کردیا جائے لیکن اگر اس کے باوجود کسی تاریخی مصلحت سے ان نقائص کا ذکر ضروری ہی ہو تو پھر مورخ کا اولین فرض یہ ہے کہ مستند مآخذ کی روشنی میں ان کی تحقیق کرے۔ اور پھر اگر وہ نقائص پایۂ ثبوت کو پہنچ جائیں تو اب لکھنے والے کا اخلاقی فرض یہ ہے کہ وہ ایسے انداز میں ان کا اظہار کرے جس سے بغض وعناد اور انتہائی عداوت ودشمنی کی بو نہ آتی ہو اور جس کو پڑھ کر دردو ل انسانوں کے دلوں میں غم وغصہ کی لہر نہ پیدا ہوسکے۔

انتہائی رنج اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سرفراز نے جس انداز میں خلفاء راشدین کا ذکر کیا ہے وہ ان

تمام آداب تنقید و بحث سے یکسر معرا ہے۔ اول تو جو کچھ لکھا ہے وہ سراسر افترا و بہتان ہے۔ تاریخی اعتبار سے اس کا کوئی ثبوت مہیا نہیں کیا جا سکتا۔ پھر جو زبان استعمال کی ہے وہ صد درجہ اشتعال انگیز و دل آزار ہے جس کی توقع ایک مسلمان سے تو کیا معمولی درجہ کے کسی انسان سے بھی نہیں ہو سکتی۔

ہر اک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے   تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے

قارئین برہان کو یاد ہوگا پچھلے چند برسوں میں شیعہ سنی اختلافات کا ہنگامہ بہت زیادہ گرم رہا لیکن برہان میں کبھی اس کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم دیانۃً یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح کسی کے بزرگوں پر سب و شتم کرنا اور ان کی شان میں دل آزار طریقہ پر علانیہ توہین آمیز الفاظ بکنا انسانیت اور شرافت سے گرا ہوا فعل ہے۔ اسی طرح محض کسی کو چڑانے کے لئے اپنے بزرگوں کی مدح سڑکوں اور بازاروں میں گاتے پھرنا اور اس لئے جلوس اور علم نکالنا بھی کوئی عبادت نہیں ہے۔ جب بات ضد اور ہٹ کی آپڑتی ہے تو افراط و تفریط جانبین سے ہو ہی جاتی ہے۔

آج دنیا میں ایک نہیں ہزاروں ابوجہل بھی موجود ہیں اور ہزاروں یزید بھی جن کے فتنہائے شربار سے خدا کی یہ زمین جہنم کدہ بنی ہوئی ہے اس لئے دونوں فرقوں کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ آج خدا کے نزدیک محبوب و مقبول اور پسندیدہ فعل صرف یہ ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ اور علیؓ و حسینؓ (رضی اللہ عنہم) کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی جائے اور اسلام کو ان خطرات سے بچا لیا جائے جو اسے طاغوتی طاقتوں کی طرف سے پیش آ رہے ہیں وعند الشدائد تذهب الاحقاد

اے کہ نشناسی خفی را از جلی ہشیار باش   اے گرفتار ابوبکر و علی ہشیار باش

اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اس طرح کی دل آزار طرز نگارش کو یکقلم ختم کر دیا جائے اور جس فرقہ کے چند مفسدہ پرداز انسان ان اشتعال انگیزیوں کے ذمہ دار ہوں خود اسی فرقہ کے سنجیدہ حضرات ان سے اپنی بیزاری کا علانیہ اظہار کریں اور اگر ہو سکے تو آئندہ کے لئے فتنہ کا دروازہ بند کر دینے کی غرض سے ان شریر النفس لوگوں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے شیعہ دوست اسلام کے اس وقتی تقاضہ کو گوش حقیقت نیوش سے سنیں گے اور وہ خود اس دیرینہ دہنی کا سدباب کرنے کی طرف متوجہ ہوں گے۔